از مولانا نور الحسن صاحب کاندھلوی

حضرت تھانوی کے علوم وافاضات اور ملفوظات کے سب سے پہلے مرتب

مولانا ناظر حسن تھانوی ؒ

مولانا ناظر حسن نے متعدد مواقع پر اس کی صراحت کی ہے۔ ایک موقع پر لکھتے ہیں:-

"قاضی قطب الدین ونجابت علی خان خاندان قاضیاں قصبہ تھانہ بھون کے نواسے ہیں، اور ددھیال ان کی مقام کاندھلہ تھی۔ ان کے آباؤ اجداد غلام نبی۔ غلام رسول ومحمد اعظم متوطنان کاندھلہ تھے۔ ان کی اولاد قطب الدین خان ونجابت علی خان کا ننھیال کی قضا پانے کو آنا۔ اور تھانہ بھون میں رہنا ہوا تھا۔ اسی واسطے ان کے باپ غلام نبی وغیرہ کا نام شیوخ تھانہ بھون کے شجرۃ الانساب میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ اس حقیقت کو ہر کس و ناکس نہیں جانتا۔ لیکن اہل خبر اس سے واقف ہیں" [1]

ایک اور جگہ تحریر ہے:-

"قاضی قطب الدین مرحوم یہ ساکن قصبہ کاندھلہ کے ہیں اور یہ شیخ غلام نبی کے خلف اکبر ہیں اور غلام نبی وغیرہ کا شیوخ قصبہ تھانہ بھون کے شجرۃ الانساب میں کہیں بھی پتہ نہیں ملتا" [2]

یہی وجہ ہے کہ مولانا ناظر حسن نے شجرۃ الانساب میں قاضی قطب الدین اور ان کے اہل خاندان کا ایک علیحدہ سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ فاروقیان تھانہ بھون کے ساتھ شامل نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قاضی نجابت علی صدیقیان کاندھلہ سے منسلک تھے۔ اس خاندان کے مفصل نسب نامہ میں قاضی نجابت علی اور ان کے

---

[1] الناظر الحسن صہ ۲۹۴ [2] ایضاً۔ الناظر الحسن صہ ۳۳۹ تاریخ تھانہ بھون میں یہ تذکرہ بعض اور مقامات پر بھی ہے۔ مثلاً ۳۸۹۔ ۴۵۷۔ ۴۶۸ وغیرہ

آباؤ اجداد کا مفصل تذکرہ موجود ہے [۱]

شجرۃ الانساب پر مولانا کی نہایت تصانیف کا تعارف ختم ہوا۔ آئندہ سطور میں مولانا کی بعض البتہ قلمی باقیات کا تذکرہ آرہا ہے۔ جو مولانا کی تصانیف و تالیفات میں شامل نہیں۔ حضرت تھانوی کی بعض تا کے نادر نسخے ہیں اور نانا شیخ جلال آباد پر ایک کتاب ہے۔ حضرت کی تالیفات میں بھی دو کتابیں شائع ہیں۔ اور فہرست سے محتاج تعارف نہیں۔ لیکن یہاں ان کا تذکرہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ زیر تعارف نسخوں کے ذریعے ان کتابوں کے اولین نسخوں کی جانب رہنمائی ہوتی ہے۔

اولاً حضرت تھانوی کی تالیفات انوار الوجود، سبع طباق اور مکتوب بنام سرسید کا تعارف درج آخر میں واقعات جلال خانی کا تذکرہ ہوگا۔

۱۔ انوار الوجود۔ وحدت الوجود الہیات یا فلسفہ تصوف کا نہایت متنازعہ اور معرکہ آرا عنوان ہے چھٹی صدی ہجری سے آج تک اس پر بحث و کلام کا سلسلہ جاری ہے۔ خصوصاً حضرات مشائخ چشتیہ اس موضوع پر خاص توجہ اور اس کی نئی نئی تعبیرات و تشریحات فرمائی ہیں۔ یہ رسالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک ہے۔ اور اس زمانہ کی یادگار ہے۔ جب حضرات اہل چشت کے رفیق طریق حضرت حاجی امداد اللہ کے فیض سے حضرت تھانوی بادۂ توحید میں غرق تھے۔ اور وحدۃ الوجود کا تصور کیفیت و حال بن کر دل و دماغ چھایا ہوا تھا۔ اور یہ حال ہوگیا تھا کہ :- ع

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

انوار الوجود مکہ معظمہ میں تالیف ہوئی۔ مرتب اشرف السوانح کا قول ہے۔

" اسی زمانہ قیام مکہ معظمہ میں تنزلات ستہ [۲] کے مسئلہ پر جس کا توحیدی وجود سے خاص تعلق تھا۔ ایک رسالہ بھی حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا۔ جس کا نام انوار الوجود فی اطوار الشہود رکھا تھا " [۳]

یہ رسالہ اسی وقت حضرت حاجی صاحب کی نظر سے گزرا۔ حاجی صاحب نے پسندیدگی سے نوازا

---

[۱] اس شجرہ کی تفصیلات اور صدیقیان کاندھلہ کے متعلق بعض معلومات کے لئے رجوع فرمایئے۔ راقم کا مقالہ شیخ الحدیث کے اجداد صحیح نسب نامہ اور حالات شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نمبر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اپریل ۱۹۸۲ء

[۲] تنزلات ستہ اہل تصوف کی ایک خاص اصطلاح ہے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ قرآن تصوف از جناب ڈاکٹر میر ولی الدین ص ۱۰۵ (حیدر آباد انڈیا ۱۳۶۴ھ)

جو ان مسرت میں فرمایا:

" اس میں تم نے بالکل میرے سینے کی شرح کردی "[۱]

مگر انوار الوجود کی کوئی نقل محفوظ نہیں رہی تھی۔ حضرت تھانوی نے اپنی ایسی تصنیفات کی فہرست جو لکھنے کے بعد مسودہ کی حالت میں ضائع ہوگئیں " انوار الوجود اردو کا بھی ذکر فرمایا ہے[۲] مگر الحمد للہ انوار الوجود ضائع نہیں ہوئی۔ اس کی ایک عمدہ نقل مولانا ناظر حسن کی تحریرات میں محفوظ ہے۔ ممکن ہے اور نسخہ حضرت حاجی صاحب کے ذخیرہ کتب (مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ) میں بھی موجود ہو کیونکہ مؤلف نے اس کی ایک نقل حاجی صاحب کو بھیجی تھی۔ حضرت حاجی صاحب کے ایک خط میں انوار الوجود ملنے کی اطلاع ہے[۳] مولانا ناظر حسن کا لکھا ہوا نسخہ ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور رمضان ۱۳۱۵ھ میں کتابت ہوا۔ مولانا ناظر حسن آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

" حررہ ناظر حسن تھانوی، وارد حال شہر الہ آباد۔ مدرسہ احیاء العلوم مورخہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ روز سہ شنبہ "

انوار الوجود کی کتابت کے ۵ روز بعد ۲۳ رمضان المبارک کو تتمہ انوار الوجود کی نقل مکمل ہوئی۔ دونوں یک جا بندھے ہیں۔

انوار الوجود کے مفقود معدوم ہو جانے کے باوجود حضرت تھانوی نے اس کے متعلق بعض ہدایات تنبیہات وصیت میں درج فرمادی تھیں۔ انوار الوجود کی بازیافت کے موقع پر ان وصایا کی پاسداری نہایت ضروری ہے اس طرح کی تمام تالیفات کی نسبت ایک اصولی ہدایت تو یہ ہے کہ:-

" میری تحریرات میں جو مضامین از قبیل علوم مکاشفہ ہیں جو کہ علم تصوف کی ایک قسم ہے جس کو حقائق و معارف سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حجج شرعیہ ان سے ساکت ہیں ان کو حسب قاعدہ اصولیہ و کلامیہ امور ثابتہ بدلائل شرعیہ کے درجہ میں نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ بالکل اعتقاد نہ رکھنا بھی جائز ہے۔ اور اگر اعتقاد رکھے تو محض احتمال کے درجہ سے تجاوز نہ کرے "[۴]

اور انوار الوجود کے متعلق کچھ اور تصریحات کا بعد میں اضافہ فرمایا ہے۔ تحریر ہوا کہ:-

---

۱ اشرف السوانح صہ ۱۸۵ جلد اول ۲ مکتوبات امدادیہ معہ صد فوائد اشرفیہ، مرتبہ حضرت تھانوی مکتوب ۱۸ صہ ۲۵ تھانہ بھون ۱۳۹۱ھ ۳ تنبیہات وصیت صہ ۱۵ ۴ اشرف السوانح صہ ۱۸۵ ج ۱۔

"عام لوگوں کو انوار الوجود کے مطالعہ کی ممانعت ہے اور خواص کے لئے وصیت ہے کہ ان (واردات و انکشافات) کو ذوقیات سے آگے نہ بڑھائیں"[1]

مذکورہ ہدایات زیر تعارف اردو انوار الوجود کے متعلق ہیں۔ انوار الوجود کے نام سے حضرت کی عربی میں بھی ایک تالیف ہے جو حضرت کی حیات میں شائع ہو گئی تھی۔ اور التکشف میں شامل ہے۔ وہ ان ہدایات سے مستثنیٰ۔

۲۔ سبع طباق۔ یہ کتاب اردو میں فن تجوید کا ایک پاکیزہ و خوش قلم نسخہ ہے۔ اس کے سرورق پر یہ الفا(ظ) تحریر ہیں:۔

"سبع طباق من تصنیفات حضرت مولانا صاحب"

اس کے علاوہ پوری کتاب میں کوئی ایسی عبارت حاشیہ ضمیمہ حوالہ یا مہر درج نہیں جس سے کتاب، مؤلف کاتب یا سن کتابت و تحریر کا علم ہو سکے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ مخطوطہ حضرت تھانوی کی مشہ(ور) کتاب "تنشیط الطبع فی الاجراء السبع" ہے۔ معلوم نہیں اس پر سبع طباق کیوں لکھا ہوا ہے۔ ممکن ہے حضر(ت) نے اولاً اس کا نام سبع طباق رکھا ہو۔ بعد میں تنشیط الطبع ہوا ہو۔ اگرچہ اس پر کوئی ترقیمہ وغیرہ درج نہیں مگر شاید مولانا ناظر حسن کے قلم سے ہے۔ اس پر مولانا کے ملکیتی دستخط ثبت ہیں۔ اور تاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۷ء۔ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ بھی۔

۳۔ مکتوب شریف حضرت اقدس۔ زیر نظر تحریر سر سید احمد کے نام اس مشہور خط کی نقل ہے جو حضرت حاجی امداد اللہ کے اشارہ اور مشورہ سے حضرت تھانوی نے لکھا تھا۔ اس کی قدیم ترین نقل مولانا ناظر حسن مکتوبہ رسائل میں محفوظ ہے۔ یہ نقل ۱۳۱۵ھ میں مرتب ہوئی۔ مولانا ناظر حسن لکھتے ہیں:۔

راقم سطور و عریضہ مذکور (؟) کمترین ناظر حسن تھانوی وارد حال شہر الہ آباد مدرسہ احیاء العلوم مورخہ ۲۲ رمضان ۱۳۱۵ھ ۱۴ فروری ۱۸۹۷ء۔ یہ خط حضرت تھانوی کی تالیف اصلاح الخیال میں شائع ہو گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت نے اس کی نقل مولانا ناظر حسن کے ذخیرہ سے حاصل فرمائی ہو۔ حضرت نے اصلاح الخیال میں تحریر فرمایا ہے:

ایک شیخ کامل نے ایک خط نصیحت آمیز بعض معزز متبع خیالات جدیدہ کو تحریر فرمایا تھا جس کے بھیجنے کی نوبت نہیں آئی اس کی نقل بعض لوگوں کے پاس محفوظ تھی[2]۔ ۴۔ واقعات جلال خانی یا تاریخ جلال آباد۔ اس کتاب کا تعارف گزشتہ حواشی میں گزر گیا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ اسی کتاب کا ایک نسخہ ہے جو مولانا ناظر حسن نے شوال ۱۳۳۱ھ ستمبر ۱۹۱۳ء میں نقل کیا ہے یہ نسخہ ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے فی صفحہ ۱۸ - ۲۰ سطور ہیں +

---

[1] تنبیہات وصیت ص ۸ تالیفات اشرفیہ ص ۳۳ [2] اصلاح الخیال طبع اول۔ مولوی محمد یحییٰ۔ گنگوہ

لیکن حضرت تھانوی نے المسک الذکی پر جو حواشی لکھے۔ اور ترمذی کی بعض مشہور و مقبول روایات کی جو شرح فرمائی وہ التواب الحلی کے نام سے شائع ہو گئی ہے۔ مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی متوفی ۱۳۷۷ھ نے حضرت کی حیات میں اس کی کتابت و طباعت کا انصرام کیا اور نادر علمی تحفہ دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے شائع ہوا۔ سنہ طباعت درج نہیں۔

التواب الحلی کے آخر میں ضمیمہ التواب الحلی من المسک الذکی ملحق ہے۔ یہ بھی حضرت تھانوی کی تالیف ہے اس ضمیمہ کی تمہیدی سطور قارئین گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ایک اقتباس اور ملاحظہ ہو۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں :-

" اسی اثناء میں (ترمذی کے) بعض متفرق مقامات کے متعلق کچھ اور حواشی عربی عبارت میں لکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو بمنزلہ تتمہ مسک الذکی کے ہے اس تتمہ کا لقب التواب الحلی رکھدیا گیا جس کو آپ نے اوراق بالا میں ملاحظہ فرمایا ہے۔

مسک ذکی کے چھپنے کا توفی الحال کوئی سامان نہیں ہے۔ اس لئے اس پر ابھی نظر اصلاحی نہیں کی گئی مگر توب حلی کے طبع کے وقت یہ خیال آیا کہ جتنا مضمون مسک ذکی کا خود میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ بوجہ اس مناسبت کے کہ وہ اس وصف میں التواب الحلی کے ساتھ شریک ہے۔ اس کے اس کو بھی طبع میں تابع بنادیا جاوے[۲] "

۴۔ فوائد موطا امام مالک۔ تقاریر جلالین و ترمذی کی طرح فوائد موطا امام مالک بھی مدرسہ جامع العلوم کانپور کی باقیات الصالحات اور اس عہد کی یادگار ہے۔ جب مولانا ناظر حسن کانپور میں تعلیم پا رہے تھے۔ لیکن فوائد موطا، تقریر جلالین و ترمذی دونوں سے مختصر ہیں۔ اور مذکورہ دونوں تقریروں سے اس لحاظ سے مختلف بھی کہ تقریر ترمذی پر حضرت نے مستقل کام کرایا۔ اور تقریر جلالین کو حاصل فرما کر مجلس خیر کے ذخیرہ میں محفوظ کرا دیا اور دونوں کا اپنے اپنے موقع سے "تنبیہات وصیت" میں بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ مگر فوائد موطا مالک کا نہ تنبیہات وصیت میں ذکر ہے۔ اور نہ ہی تالیفات اشرفیہ کی فہرست میں شامل ہے۔ مگر اس کی یہ گمنامی محل تعجب ہے۔ کیونکہ تقریر موطا اس مجموعہ رسائل میں مجلد ہے۔ جو مجلس خیر کے مصنفین کے مطالعہ و تحویل میں رہا ہے۔

---

[۱] ماہنامہ الامداد تھانہ بھون ص۱۲ محرم ۱۳۳۷ھ [۲] ضمیمہ التواب الحلی من المسک الذکی ص۶۳ طبع اول دہلی

اور اس پر مولانا احمد حسن سنبھلی کی یہ تحریر ثبت ہے۔

از احمد حسن بخدمت جناب قاری مولوی ناظر حسن صاحب۔ السلام علیکم

تیسری جلد بھی فارغ ہوگئی جو ارسال ہے۔ اس کے آخر میں دو رسالے مطبوعہ آپ ہی کے ہیں جس وقت حضرت محررہ احقر کو ملاحظہ فرماویں گے۔ اس وقت دوبارہ طلب کر لی جاوے گی۔ اگر شاید کہیں مراجعت کی حاجت ہوئی۔ ورنہ استعادہ کی حاجت نہ ہو گی۔ از مدرسہ امداد العلوم

اور نسخہ فوائد موطا امام مالک پر کم از کم ایک موقع پر مولانا سنبھلی کے قلم کی عبارت موجود ہے اور مولانا سنبھلی نے المسک الذکی کے آخر میں فوائد موطا امام مالک کے کچھ اقتباسات نقل کئے ہیں اور لکھا ہے:۔

"یہ رسالہ اس وقت قبیل عصر ۲۳ رجب ۱۳۰۵ھ بتہذیب مضامین احقر تمام ہوا۔"[1]

تینوں تحریرات شاہد ہیں کہ فوائد موطا امام مالک حضرت کے علم و نظر میں تھی۔ پھر کیا وجہ ہے جو حضرت کی تالیفات و افادات میں اس کا تذکرہ نہیں آتا؟

فوائد موطا امام مالک کا پیش نظر نسخہ جو حسب سابق مولانا ناظر حسن کے قلم سے ہمارے ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ قلم طرز کتابت کاغذ اور تحریر وہی ہے جو گذشتہ تینوں کتابوں کی ہے۔

مولانا ناظر حسن رجب ۱۳۱۳ھ میں اس کی کتابت سے فارغ ہوئے۔ ترقیمہ کتاب میں رقم طراز ہیں:۔

"بتاریخ ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (کذا) روز سہ شنبہ راقم نے اس کو تمام کر کے فراغ حاصل کیا۔ الراقم: ناظر حسن کان اللہ لہ، کانپور مدرسہ جامع العلوم واقع جامع مسجد کانپور"

۵۔ موعظہ حسنہ: حضرت تھانوی کے مواعظ کی افادیت و تاثیر کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانا ہے حضرت نے زمانہ طالب علمی سے وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع فرما دیا تھا۔ اور ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد! اسی زمانہ میں اس کے تاثرات و ثمرات بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جیسے جیسے وعظ و ارشاد کا سلسلہ وسیع ہوتا رہا۔ ایمان و اصلاح کی خوشبو بھی عام ہوتی گئی۔ مواعظ کی مقبولیت و افادیت و تاثیر ان کی ضبط و کتابت کا وسیلہ بنی۔

---

[1] المسک الذکی علی جامع الترمذی، جلد اول صد ۴۶۰ فوائد موطا امام مالک اس نسخہ کے آخری دو صفحات ۴۵۹، ۴۶۰ پر نقل ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ۱۳۱۹ھ میں مولانا حکیم محمد مصطفےٰ بجنوری ثم میرٹھی نے حضرت کے مواعظ قلم بند کئے[1] اور اشرف المواعظ حضرت کے دستیاب مواعظ کا اولین مجموعہ ہے[2]۔ مگر یہ دونوں باتیں صحیح نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا بجنوری کے ترتیب مواعظ سے بہت پہلے مولانا ناظر حسن حضرت کے مواعظ کے ضبط وکتابت کا کام شروع کر چکے تھے۔ لیکن مولانا کی عزلت وگمنامی اور وسائل کے فقدان کی وجہ سے ان مواعظ کے تعارف و اشاعت کا موقع نہیں آیا۔ مگر ان کی اولیت میں کوئی شبہ نہیں۔

مولانا ناظر حسن کے قلم بند کئے ہوئے تین مواعظ کا مجموعہ۔ جس کا مولانا نے موعظ حسنہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہمارے سامنے ہے۔ اس مجموعہ میں شامل پہلے دونوں وعظ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ جون ۱۸۹۵ء میں کیرانہ میں منعقد ہوئے۔ تیسرا اور آخری وعظ شوال ۱۳۱۵ھ فروری ۱۸۹۷ء میں الٰہ آباد میں بیان فرمایا، اور اسی وقت لکھا گیا۔ مولانا نے تینوں مواعظ کے ساتھ تاریخ ارشاد وکتابت درج کی ہے آخری وعظ کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"بتاریخ ۲ شوال ۱۳۱۵ھ روز پنجشنبہ، الراقم ناظر حسن تھانوی، وارد حال شہر الٰہ آباد مدرسہ احیاء العلوم، مالک شیخ عبداللہ صاحب ٹھیکیدار ریلوے و مہتمم مولوی مسیح الدین صاحب زاد اللہ شرفنا :"

راقم سطور کا خیال ہے کہ یہ مواعظ حضرت کے ملاحظہ اور نظر اصلاحی سے گزرے ہیں کیونکہ بعض عبارات قلمزد ہیں۔ بعض میں اصلاح وترمیم کی گئی ہے۔ اور ایک موقع پر یہ ہدایت بھی تحریر ہے:۔

"اس کو بخاری میں دیکھا جاوے اور الفاظ ملاتے جاویں"[3]

بظن غالب یہ الفاظ حضرت کے قلم کی تحریر ہے۔

تینوں مواعظ کا مجموعہ، موعظہ حسنہ تئیس صفحات پر مشتمل، اور اس مجموعہ رسائل میں محفوظ ہے جس میں نور الناظرین۔ فوائد موطا امام مالک وغیرہ قلم بند ہیں ـــــ حضرت کی اصلاح ونظر ثانی، مولانا سنبھلی کی تصدیق اور عرصہ دراز تک مجلس خیر کے شعبہ تصنیف ونظر ثانی میں مستعار رہنے کے باوجود مذکورہ بالا تینوں مواعظ کا مرآۃ المواعظ، تالیفات اشرفیہ اور اشرف السوانح میں کوئی تذکرہ نہیں۔ فیا للعجب!

۶۔ اضافاتِ اشرفیہ۔ فل سکیپ سائز پر بظاہر مختصر سا صرف تین صفحات کا رسالہ ہے۔ مگر نہایت قیمتی

---

[1] اشرف السوانح، خواجہ عزیز الحسن مجذوب ص ۵۶ حصہ اول دہلی ۱۳۵۴ھ) تالیفات اشرفیہ، مولوی عبدالحق فتحپوری ص ۵۶ (لکھنو ۱۳۵۴ھ) [2] ملاحظہ ہو: تمہید اشرف المواعظ، حصہ اول دراشد کمپنی دیوبند بلا[...]) [3] فوائد موطا امام مالک ص ۲۷ نسخہ مرتب)

افادات سے پُر ہے۔ اس میں برزخ، روح، رویت باری تعالیٰ، عراسمہ ثبوت حلقہ بندی صوفیا، زیورات کی زکوٰۃ کی تحقیق فرمائی ہے۔ اور اسی رسالہ کے آخر میں مولانا کے نام حضرت کا وہ مکتوب بھی شامل ہے جس کا ابتدائی حصہ سطور بالا میں گذر گیا ہے۔ اس خط کے آخری حصہ میں ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں تیر لگ جانے، اور ان کے نماز نہ منقطع کرنے کے واقعہ کی توجیہ کی گئی ہے۔

زیر نظر رسالہ پر تاریخ و سن کتابت درج نہیں۔ مگر یہ جس مجموعہ رسائل میں شامل ہے وہ سب زمانہ کانپور کی یادگار ہیں:

۷۔ بصر الناظر۔ حضرت کے ملفوظات کا سب سے پہلا مجموعہ، جو حضرت تھانوی کے زمانہ کانپور میں مرتب ہوا اس پر تاریخ تدوین نہیں۔ بلکہ بعض ملفوظات پر شوال ۱۳۱۳ھ کی تاریخیں لکھی ہوئی ہیں۔ قیاس ہے کہ اسی سال میں یا بہت سے بہت اوائل ۱۳۱۴ھ مرتب ہوا ہوگا۔ مولانا نے اس مجموعہ کا نام "الفوائد البہیہ فی التذکرۃ الاشرفیہ" رکھا تھا۔ حضرت نے ترمیم فرما کر بصر الناظر کر دیا تھا۔ اسی موخر الذکر نام سے تالیفات اشرفیہ اور تنبیہات وصیت میں اس کا تذکرہ آیا ہے۔ مرتب تالیفات اشرفیہ لکھتے ہیں :۔

"بصر الناظر، یہ ان ملفوظات شریفہ کا مجموعہ ہے جن کو جناب مولوی ناظر حسن صاحب تھانوی نے قلم بند فرمایا تھا"۔[۱]

مؤلف کا مکتوبہ نسخہ، ۴۸ ملفوظات اور فل سکیپ سائز کے بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ راقم سطور کی معلومات کے مطابق اس مجموعہ کا کوئی اور نسخہ دستیاب نہیں۔

۸۔ ناظر الباصر۔ مولانا ناظر حسن کی اولیات کی ایک اور یادگار اور حضرت کے مکتوبات کا پہلا ذخیرہ ہے اس کا کوئی نسخہ راقم سطور کے علم میں نہیں۔ اور مکتوبات کی نوعیت، تعداد اور مکتوب الیہم کے متعلق معلومات کا بھی فقدان ہے۔ ناظر الباصر کے متعلق معلومات کا ذریعہ صرف تالیفات اشرفیہ، اور تنبیہات وصیت کی مبہم اطلاعات ہیں[۲]

۹۔ کمالات اشرفیہ۔ مولانا ناظر حسن نے جامع العلوم کانپور میں حضرت کے افادات وارشادات پر مبنی جو متعدد مجموعے مرتب کئے ان میں سے ایک مجموعہ کا نام کمالات اشرفیہ ہے۔ مولانا نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ایک موقع پر نقل کیا ہے :۔

۱؎ تالیفات اشرفیہ صہ ۵۴ لکھنؤ ۱۳۵۴ھ نیز ملاحظہ ہو ماہنامہ النور تھانہ بھون ص ۵۰۔ رجب شعبان ۱۳۴۳ھ

۲؎ " " " نیز رجوع فرمایئے ماہنامہ الامداد تھانہ بھون صہ ۳۵ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

" باقی اس مقام کے متعلق تقریر کمالات اشرفیہ میں مذکور ہوئی۔ وہاں دیکھنا چاہیئے"[1]

مذکورہ اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمالات اشرفیہ، تفسیر اشرفیہ کی تدوین ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ سے پہلے مرتب ہو چکی تھی۔ اور شاید علوم قرآنی سے متعلق مباحث پر مشتمل ہو۔

افسوس کہ اس ناقص و ناتمام اطلاع کے علاوہ کمالات اشرفیہ کے متعلق کوئی اور معلومات دستیاب نہیں۔

۱۰ الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون

تھانہ بھون ایک قدیم بستی ہے بعض روایات کے مطابق اس کی تاریخ ماقبل اسلام تک جاتی ہے[2] اور بقول لالہ نندکشور

" ۳۶۹ھ میں محمود غزنوی نے تھانہ بھیم، تھانہ بھون کو فتح کیا"[3]

---

[1] تفسیر اشرف صد ل، جلد اول (نسخہ مؤلف)

[2] تھانہ بھون کی اساس اولیں اور قدیم آبادی کی نسبت یقین سے کچھ کہنا آسان نہیں۔ مختلف اطلاعات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہاں ایک پرانی جھیل تھی۔ اس کے کنارے بھوانی دیوی کا مندر تھا۔ مندر سے تین میل شمال میں موضع میناآباد تھا۔ مؤلف واقعات جلال خان نے لکھا ہے:۔

آبادی کھیڑہ منہار زائد از دو ہزار سال ہے صد۲ (نسخہ مولوی عبدالرزاق۔ یہاں آج کل جلال آباد واقع ہے۔ یہ دونوں مقامات راجہ بھو کے زیر نگیں تھے۔ مندر یا راجہ کی وجہ سے تانہ بھو، تھانہ بھوا اور تھانہ بھیم کہلایا۔ اکبر کے فرامین میں تانہ بھوا اور تھانہ بھیم دونوں استعمال ملتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آئین اکبری میں سرکار سہارنپور کے تحت بھنون اور تھانہ بھیم دونوں کا الگ الگ اندراج ہے۔ آئین اکبری صد ۲۹۰ ج ۲ (سرسید اڈیشن) مولانا ناظر حسن کی تحقیق کے مطابق نواب نادر خان نے اپنے بیٹے کے نام پر محمد پور سے موسوم کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانے میں صدر الدین ناظم سہارنپور نے محمد پور نام رکھا جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد تک محمد پور عرف تھانہ بھون لکھا جاتا تھا۔

[3] تاریخ سہارنپور، مؤلفہ لالہ نندکشور صد ۳۰ (سہارنپور ۱۸۷۷ء) اس اندراج کی دونوں باتیں غلط ہیں ۳۶۹ھ میں سلطان محمود غزنوی کی عمر بارہ تیرہ سال کی ہو گی اس وقت ہندوستان آنا ثابت نہیں۔ مؤلف تاریخ سہارنپور کو غالباً نگر کوٹ قلعہ تھانہ بھیم صد ۲۶ تاریخ فرشتہ (نولکشور کانپور ۱۳۰۱ھ) سے اشتباہ ہوا۔ اور قلعہ تھانہ بھیم سے تھانہ بھون مراد لیا۔ حالاں کہ یہ صحیح نہیں۔ قلعہ تھانہ بھیم کی فتح والے سفر میں سلطان نواح دہلی و میرٹھ نہیں آئے۔ اس واقعہ کے کئی سال بعد ۴۰۹ھ میں میرٹھ فتح ہوا۔ اس وقت سلطان نے اس نواح میں نزول فرمایا (فرشتہ صد ۲۹) مگر اس وقت تھانہ والی اور حالات تھانہ بھون میں کوئی قلعہ تھانہ سلطان یہاں آئے۔ مولانا ناظر نے انساب اہل تھانہ (باقی اگلے صفحہ پر)

مگر یہ دونوں روایات قرین صحت نہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ دہلی میں اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ سے مسلمان اطراف دہلی میں آباد تھے۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے عہد میں تھانہ بھون، جھنجانہ، کیرانہ وغیرہ میں صدیقی فاروقی شیوخ کے وارد و آباد ہونے کی روایات ملتی ہیں۔

تھانہ بھون کے قدیم ترین معلوم بزرگ حضرت شاہ شمس الدین شاہ ولایت کے جد بزرگوار یوسف ہیں۔ جو چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ہوئے[1] خود شاہ ولایت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی[2] کے خلیفہ بتائے جاتے ہیں[3] شیخ یوسف صدیقی کے بعد فاروقی خاندان کے ایک رکن قاضی محمد نصر اللہ غالباً سلطان شمس الدین التمش کے دور میں تھانہ بھون پہنچے۔ یہی فاروقیان تھانہ بھون کے مورث اعلیٰ ہیں۔ ان کی اولاد میں اور دوسرے خاندانوں میں بھی عرصہ دراز تک علم و فلاح کا سلسلہ جاری رہا اور یکے بعد دیگرے متاز اہل علم و ارشاد اور اصحاب کرامت و مناجات پیدا ہوتے رہے۔ ان میں ایسے افراد کی کمی نہیں تھی جو رزم و بزم کے شہسوار، پیکار و یلغار کے دھنی اور عزم و استقامت کے پیکر تھے۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمات انجام دیں وہ محتاج تعارف نہیں۔ ان کے علم و اخلاص کی خوشبو آج بھی فضاؤں میں رچی بسی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور ان کے نقش پا اہل نظر کے لئے سرمایہ بصیرت اور مینارۂ نور ہیں۔

مگر اضلاع سہارنپور و مظفر نگر کے دوسرے قصبات کی طرح تھانہ بھون کی بھی کوئی ایسی جامع اور مفصل تاریخ موجود نہیں تھی جس میں تھانہ بھون کے ماضی، تاریخی آثار، علماء صوفیا اور دوسرے اہل کمال کا تذکرہ ہو۔ مولانا ناظر حسن نے اس کوتاہی اور ضرورت کا احساس کیا۔ اور ۱۹۰۸ء میں مظفر نگر سے وطن واپسی کے بعد تاریخ

بقیہ صلہ بھون کے ضمیمہ میں ایک تحریر نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے بعض رفقاء لشکر تسخیر قنوج کے بعد تھانہ بھون آکر آباد ہوئے تھے۔

[1] البیان المتین فی بعض احوال الشیخ شمس الدین میں اس کی کچھ تفصیل درج ہے۔ رسالہ البیان المتین کا ایک قلمی نسخہ (مکتوبہ ۱۳۰۴ھ بدست فیض الحسن قریشی کاندھلوی) حضرت تھانوی کو حاصل ہوا تھا۔ حضرت نے اس کو طبع کرا دیا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ النور تھانہ بھون رجب ۱۳۵۶ھ صہ ۵ تا ۲۷۔ البیان المتین کا دوسرا ایڈیشن مکتبہ اشرفیہ لاہور سے نکلا۔ جو تربیت السالک جلد سوم کے ساتھ ملحق ہے۔ اس کتاب کا مصنف نامعلوم ہے۔ ممکن ہے کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہو۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی طرف اس کی نسبت قطعاً غلط ہے۔ [2] حضرت خواجہ نے ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں رحلت فرمائی۔ ملاحظہ ہو ترجمہ سیر العارفین جمالی، ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری صہ ۱۴۱ (لاہور ۱۹۷۶ء) نیز رجوع فرمائیے نزہۃ الخواطر مولانا عبد الرحمٰن حسنی ج ۱ صہ ۱۹۸ (حیدرآباد ۱۳۶۶ھ) [3] رسالہ البیان المتین

انہ بھون لکھنے کے لیے مسالہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور کوئی سال کی کد و کاوش کے بعد تھانہ بھون کے متعلق شاہی
رامین قدیم دستاویزات و اطلاعات کا ذخیرہ فراہم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

مولانا ناظر حسن کے معاشی حالات اور گھریلو الجھنوں کی وجہ سے اس مواد کی ترتیب میں شاید دیر لگتی۔ مگر
ن اتفاق کہ اسی زمانہ میں ولی عہد بھوپال نے اپنے خاندانی تعلقات[ل] کی وجہ سے جلال آباد ضلع مظفر نگر کی تاریخ
ب کرنے کا ارادہ کیا اور البرامکہ کے نامور مؤلف مولوی عبدالرزاق کانپوری اس کے سر دفتر مقرر ہوئے۔ مولوی
الرزاق کانپوری نے کام شروع کیا تو شاید ان کو اندازہ ہوا کہ جلال آباد کا ماضی تھانہ بھون کے ماضی سے جلال آباد
تاریخ تھانہ بھون کی تاریخ سے، جلال آباد کے اہل علم و صلاح تھانہ بھون کے ارباب تعلیم و تدریس سے اور جلال آباد
عوامی زندگی تھانہ بھون کے کوچہ و بازار سے اس طرح وابستہ ہے۔ کہ تھانہ بھون کو نظر انداز کر کے جلال آباد کی
تاریخ سے انصاف ممکن نہیں۔ اس خیال نے مولوی عبدالرزاق کو تاریخ تھانہ بھون کی طرف متوجہ کیا اور وہ معلومات
اغذ کی تلاش میں جلال آباد و تھانہ بھون آئے۔ جلال آباد میں جو ملا سو ملا، تھانہ بھون میں مؤلف البرامکہ کی بڑی
کامیابی مولانا ناظر حسن سے ملاقات تھی۔ مولانا نے ہم ذوق مہمان کو اپنا ذخیرہ دکھایا۔ تھانہ بھون کے خانوادوں اور

ل خوانین جلال آباد اور نوابان ریاست بھوپال کے خاندانی مراسم قدیم تھے۔ سلطان دولہا نواب احمد علی خاں خلف
... محمد خان جلال آبادی (متوفی ۱۲۸۱ھ ۱۰ مارچ ۱۸۶۴ء) کا نواب سلطان جہاں والیہ بھوپال کا ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ یکم
... ۱۸۷۵ء میں عقد ہوا۔ خاندانی تعلقات اور اس نسبت کی وجہ سے نوابان بھوپال کو تاریخ جلال آباد سے خاص
دلچسپی رہی ہے اس شوق کے نتیجے میں متعدد کتابیں لکھی گئیں۔

سب سے پہلے نواب سلطان جہاں کی فرمائش پر مولوی علاء الدین فرخ جلال آبادی نے ۱۲۹۹ھ میں ایک کتاب لکھی
دوسری کتاب "واقعات جلال خانی" نواب احمد علی خاں کے حسب ہدایت محمد علی خاں بن روشن خاں جلال آبادی
نے ۱۳۰۲ھ میں تالیف کی۔

اس سلسلہ کی تیسری کتاب لکھنے کے لئے مولوی عبدالرزاق کانپوری کا تقرر ہوا۔ جب ۱۵-۱۹۱۴ء میں علامہ سید
سلیمان ندوی کی مولوی عبدالرزاق سے ملاقات تو وہ اسی خدمت پر مامور تھے۔

ملاحظہ ہو یاد رفتگان علامہ سید سلیمان ندوی ص ۴۰۷ (کراچی ۱۹۵۵ء)

اول الذکر دونوں کتابیں راقم سطور کی نظر سے گذری ہیں۔ تالیف مولوی علاء الدین کا ایک نسخہ اور واقعات جلال
... کا دو نسخے ایک نقل مولانا ناظر حسن کے قلم سے ہے۔ مکتوبہ ۱۳۴۱ھ دوسرا ۱۹۲۳ء میں مولوی عبدالرزاق نے اپنے لئے
نقل کرایا تھا۔ اس پر البرامکہ کے قلم سے نوٹس اور ہدایات تحریر ہیں۔

ایسے افراد سے ملاقاتیں کرائیں جن کے پاس نجی کاغذات تھے۔ مولوی عبدالرزاق مولانا کے مخلصانہ تعاون اور بیش قیمت کاغذات کے مطالعہ سے ممنون و مسرور ہوئے۔ اور مولانا سے وعدہ کیا کہ اگر آپ تاریخ تھانہ بھون مرتب کر دیں تو وہ تاریخ جلال آباد کے ساتھ شایان شان طریقہ پر شائع ہوگی۔ اس غیر متوقع پذیرائی سے مولانا کے افسردہ دلوں تازہ ہوگئے۔ اور نئے عزم و ارادہ کے ساتھ تاریخ کی تدوین میں مصروف ہوئے۔ مولانا تھانہ بھون میں گھر گھر گئے۔ ہر شریف و دنی سے ملاقات کی۔ معلومات اکٹھی کیں۔ لیکن چھ سات ہزار کاغذ دیکھے ان سے مواد اخذ کیا۔ سن رسیدہ و معمر اشخاص سے ملے۔ عمارات و کتبات کا جائزہ لیا۔ تاریخ تھانہ بھون (بھون پر لکھی گئیں کتابوں کا سراغ نکالا۔ ان سے اخذ و استفادہ کیا[1]۔ دیگر ماخذ کی تلاش کی۔ اور وسیع مطالعہ و جستجو کی روشنی میں صحیح و غلط کو پرکھ کر ایک نئی تاریخ کی طرح ڈالی جو تھانہ بھون کے حالات پر سب سے وسیع ذخیرہ ہے۔ حضرت تھانوی نے اس کتاب کو

"الناظر الحسن الیٰ تاریخ تھانہ بھون"

کے نام سے موسوم کیا۔ مولانا ناظر حسن کا قول ہے:

" وہ ان تاریخی حالات کو قدوۃ السالکین مولائی و مرشدی حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے ملاحظہ فرما کر خود بخود نام الناظر الحسن الیٰ تاریخ تھانہ بھون

---

[1] تاریخ تھانہ بھون پر چار کتابیں مولانا ناظر حسن کی نظر سے گذری ہیں۔

الف۔ تاریخ تھانہ بھون جو ۱۸۵۷ء سے پہلی تصنیف ہے۔ مصنف نامعلوم۔

ب۔ تاریخ تھانہ بھون از مولانا شیخ محمد تھانوی۔ یہ کتاب تاریخ بھون کے موضوع پر اردو کا واحد مطبوعہ ماخذ ہے۔ مؤلف کے نسخہ کو اساس بنا کر جناب ثناء الحق صدیقی نے مرتب کیا ہے۔ اور دو قسطوں میں رسالہ البلاغ کراچی میں چھپا۔

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اکثر اندراجات درست نہیں مگر مولانا ناظر حسن نے اس کے اغلاط پر مفصل بحث کی ہے۔

ج۔ تاریخ تھانہ بھون تالیف مولوی محمد اسحاق خلف میاں جی رسول بخش تھانوی مؤلفہ ۱۸۹۹ء،

د۔ تاریخ منظوم معرکہ ۱۸۵۷ء تالیف شیخ احمد گنگوہی مؤلفہ ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء پہلی تینوں کتابیں مولانا ناظر حسن کے سامنے ہی ہیں آخر الذکر مولانا نے دیکھی ہے مگر اس سے استفادہ کا موقع نہیں ملا۔ تاریخ تھانہ بھون میں کوئی حوالہ درج نہیں اس منظومہ کا ایک خطی نسخہ راقم سطور کی نظر سے گزرا ہے مؤلف نے اس کو احوال یادگار زمانی صاحب کے نام سے موسوم کیا ہے یہ منظومہ جنگ آزادی شاملی و تھانہ بھون پر نہایت اہم تالیف ہے۔

تجویز فرمایا ہے۔ جو نمبر "کا" وتیمناً احقر نے سرورق پر لکھ دیا ہے۔"

اس کتاب میں تھانہ بھون کی پرانی آبادی، مسلمانوں کی آمد، مختلف فرماں رواؤں کی حکمرانی، شاہجہاں کے عہدِ حکومت میں نواب شہکار خاں کے ذریعہ تھانہ بھون کی نئی تعمیر، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مختلف خاندانوں ل پیشہ و اہل حرفہ کی خاص تناسب و ترتیب سے آبادکاری۔ تھانہ بھون کے عمارات و محلات۔ اہل تھانہ بھون کے مالی وسائل اور خوشحال کا تذکرہ۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد، ضابطہ خاں کی حکمرانی۔ غلام قادر روہیلے کے احوال۔ سکھوں کی یورش۔ ہندوؤں، جاٹوں اور مرہٹوں کے تھانہ بھون پر حملے، اطراف کے بعض زمینداروں لے دھاوے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی تفصیلات۔ اہل تھانہ بھون کی جاں بازی و سرفروشی کا تذکرہ اور تھانہ ھون کی بربادی و ویرانی کی دیدہ و شنیدہ حکایت قلم بند کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ تھانہ بھون کے مختلف خاندانوں کا تعارف۔ تھانہ بھون میں ورود، تھانہ بھون کے علماء و ملحا، حفاظ، اطبا، شعراء، مشائخ طریقت، صوفیاء و فقراء۔ اہل جذب و سلوک، سرکاری عہدہ داراں، سب ہی کا کرہ ہے۔ کتاب کی وسعت و ثروت کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اس میں ۸۶ علماء ۳۰ مشائخ طریقت ۱۶۰ اطباء ۲ قاضی صاحبان، بچپن شعراء اور ۲۵ سرکاری منصب داران کا احوال مذکور ہے۔ الناظر الحسن کی اس وسعت جامعیت کا تذکرہ کرتے ہوئے حافظ احسان الحق احسان تھانوی نغمہ سرا ہیں:۔

مرحبا اے بلبل باغ سخن — مولوی و قاری ناظر حسن
گو ہوئے پہلے بھی شعرائے بلیغ — صاحب تصنیف اور اہل سخن
کی نہ لیکن وقف اپنی زندگی — بہر ضبط حال و تاریخ وطن
کس قدر خاک وطن سے اٹھ چکے — اپنے اپنے فن میں کامل اہل فن
حضرت ادریس و فاروقی کو بھی — ولولہ تھا یہ دلوں میں جوش زن
منضبط حالات بھی کچھ کر لئے — رک گئے پھر دیکھ کر منزل کٹھن
آخرش کی پیش قدمی آپ نے — لے گئے میدان سے گوئے سخن
جملہ حالات گزشتہ مل گئے — ہے یہ امداد خدائے ذوالمنن
خوب لکھی حالت عہد قدیم — خوب دکھلایا ہے موجودہ چلن
تسمیہ کی وجہ بھی سچی لکھی — سب پتہ چلتا ہے جس سے من و عن
نامہائے صوفیائے ما سبق — اسمہائے نیک علمائے کہن
رشک افلاطوں اطبائے سلف — عہد دیرینہ کے لائق اہل فن

واقعات فتنہ ایام غدر — اور اس ہنگامہ کا حالِ وطن
فاضلانہ رنگ میں دکھلا دیا — زندہ با دا سے حافظ ناظر حسن
یہ شرف اس ذات سامی سے ملا — سنگریزہ جس سے ہو دُرِّ عدن
سالکِ راہ شریعت بالیقیں — عارفِ حق دین کی روح اور تن
جانشینِ کاملانِ سابقین — یادگار کملِ تھانہ بھون
یعنی حضرت مولوی اشرف علی — افتخار عالم و فخر زمن
آپ کے فیضِ قدم سے ہو گیا — وادیٔ گلزار رشک صد چمن[1]

حضرت تھانوی کو مولانا ناظر حسن کی تاریخ تھانہ بھون سے دلچسپی اور ذوق و جستجو کا حال پہلے سے معلوم تھا۔ یا مولوی عبدالرزاق البرامکہ کے آنے کے بعد ہوا۔ بہر صورت حضرت نے مولانا کی تاریخ تھانہ بھون سے دلچسپی اور اس موضوع پر تالیف کے جذبہ کی تحسین کی۔ اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اور مولانا کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمایا۔ اپنی معلومات سے مستفید کیا[2] دور دست مقامات جے پور، بھوپال وغیرہ میں مقیم اہل تھانہ بھون سے ان کے کاغذات طلب فرمالیے۔ اور مولانا کو ان سے استفادہ کا موقع دیا۔ ایسے لوگوں کو خطوط لکھے۔ جو خاندانی اختلافات یا عہدہ و منصب کی وجہ سے مولانا سے مراسلت و مکاتبت پسند نہ کرتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ حضرت نے مولانا کا ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس رقم کی صحیح مقدار معلوم نہیں مگر جس قدر بھی ہو نامساعد معاشی حالات میں بڑا سہارا اور نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ یہ وظیفہ تقریباً دو سال تک

---

[1] الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون صہ ۵۵۱ تا ۵۵۲

[2] یادداشت بخیر! تھانہ بھون اور اہل تھانہ بھون حضرت تھانوی کے لئے بھی مطالعہ و تحقیق کا موضوع رہے ہیں۔ حضرت نے تاریخ تھانہ بھون پر فارسی میں ایک کتاب تحریر فرمائی۔ اور علماء و مشائخ تھانہ بھون کا تذکرہ لکھا۔ مگر یہ دونوں کتابیں حضرت کی حیات میں گمنام و بے نشان ہو گئی تھیں۔ حضرت اپنی ان کتابوں کے ذیل میں "جو لکھنے کے بعد مسودہ کی حالت میں ضائع ہو گئیں" تحریر فرماتے ہیں:۔

"تاریخ تھانہ بھون بعبارت فارسی، اس کی تبییض بھی ہو چکی تھی۔ خزینۂ با برکت یعنی تذکرہ علماء و مشائخ تھانہ بھون (مولفہ ۱۲۹۷ھ) یہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی نظر انور سے گزر چکی تھی"

تنبیہات وصیت صہ ۱۲ (میرٹھ ۱۳۳۰ھ)

جاری رہا[1]۔ اور اتنی ہی مدت میں تاریخ تھانہ بھون مکمل ہوئی۔ تمام تقریظ نگاروں نے حضرت کی سرپرستی اور رہنمائی کا نہایت ممنونیت و انبساط کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ حافظا حسان الحق تھانوی کے خیالات او پر گذر ے۔ دوسرے شعراء کے افکار ملاحظہ ہوں :۔

دوچہ آوردی شمیم جانفزا　　حبذا اے نکہت باغ وطن
فرحت تازہ رسید اندر دلم　　انبساطے یافت جسم و جان من
حبذا تاریخ چوں انجام یافت　　شد پسند حضرت فخر زمن
واقف فرع و اصول معرفت　　کاشف سر کتاب ذی المنن
ہادی دین متین شاہ دین　　شرح فرمائے احادیث و سنن
مسند آرائے سریر معرفت　　جلوہ بخش قصبۂ تھانہ بھون
مرشد پیر و جواں اشرف علی　　دستگیر بیکساں ماوائے من
بر سر منزل رسیدی مرحبا　　چوں کمر بستی بایں کار حسن
شاد مولانا ازیں تاریخ شد　　شاد باش اے مولوی ناظر حسن
از تو آمد ایں چنیں کار بزرگ　　شد مدون از تو تاریخ وطن
نام نیک رفتگاں کردی تو یاد　　بر تو پاشم مشک تاتار و ختن
گشت طشت از بام علم و فضل شاں　　زندہ شد نام بزرگان وطن
صد ہزاراں آفریں بر جان تو　　ایں چنیں تحقیق وایں گونہ سخن
سعی تو مشکور گرداند خدائے　　صانک اللہ عن بلیات الزمن

گفت ہاتف بہر تاریخ رشید
آں چہ ذکر دلکش تھانہ بھون[2]

ایک اور تقریظ کے چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

زہے تاریخ اسلاف زمانہ　　پسند طبع نقاداں فن شد
پئے دیدار آں یوسف جمالے　　زلیخا و بیا زار سخن شد

---

[1] حضرت نے تنبیہات وصیت کے بعض ضمائم میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے راقم سطور کی نظر سے گزرا ہے۔ حوالہ اس وقت سامنے نہیں
[2] الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون ص ۱۵۵

بحسن دل ربا ہر ہفت بودہ — بکام دوستان انجمن شد
مسمی گشت با اسم مولف — عجب کارے کہ از ناظر حسن شد
بفرمودہ جناب اشرف دیں — خوشا مجموع احوال وطن شد
ببیں تقدیر قصبہ را کہ امروز — بفرق ایں ہما سایہ فگن شد
چو فکرم کار کردہ بہر سالش — حصول مدعائے جامن شد (کذا)
سر تالیف را تاریخ گفتم — پسند خاطر اہل وطن شد ۱۳۳۱ھ

بگو احسن برائے اختتامش
کہ آساں مخزن تھانہ بھون شد[1] ۱۳۳۳ھ

اہل تھانہ بھون نے الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون کا بہت مسرت کے ساتھ استقبال کیا۔ تاریخی مادے نکالے۔ قطعات تاریخ کہے۔ اور خوبصورت تقریظات سے نوازا۔ اور خود حضرت تھانوی کی نگاہ میں بھی اس کی بہت وقعت تھی۔ حضرت شیوخ تھانہ بھون کے خاندان ونسب اور قدیم معلومات کے سلسلہ میں مولانا کی تحقیقات پر اعتماد کرتے۔ اور اپنی تحریرات میں ان سے استناد فرماتے رہتے تھے[2] بلاشبہ یہ مولانا کی محنت واخلاص کا کمال ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اہل خاندان، اہل وطن اور ایسے لوگوں سے اپنے کام کی داد وصول کی جو ارباب علم وفضل اور مطالعہ وتحقیق کے رمز آشنا تھے۔

الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون اواخر جولائی ۱۹۱۳ء شعبان ۱۳۳۱ھ میں شروع ہوئی۔ اور دو سال کی محنت وکاوش کے بعد ۲۲ جون ۱۹۱۵ء شعبان ۱۳۳۳ھ میں اختتام کو پہنچی، ضمائم وغیرہ سب ملاکر فل سکیپ سائز کے چھ سواسی صفحات پر مشتمل ہے۔ عموماً فی صفحہ سولہ سطور ہیں۔ تحریر بہت کشادہ اور جلی ہے۔ پیش نظر نسخہ ان متفرق مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو مولانا ناظر حسن بھوپال بھیجتے رہے افسوس کہ اس مجموعہ میں نادر دستاویزات وفرامین اور تھانہ بھون کے بعض قدیم آثار کی وہ تصاویر

---

[1] الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون صہ ۵۵۰ [2] حضرت ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں:۔
شیخ آدم یعنی عتیق اللہ کے دادا کا بعہد ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ خطیب ہونا عزیزم مولوی ناظر حسن نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے جو ابھی قلمی ہے۔ تتمہ ثالثہ تنبیہات وصیت صہ ۹۔ یہی عبارت تنبیہات وصیت کے جامع التتمات میں بھی ہے صلا (کانپور ۱۳۴۳ھ) ایک اور حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو ضمیمہ تتمہ رابعہ۔ ماہنامہ الامداد تھانہ بھون ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ صہ ۳۶، ۳۷۔ اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر تاریخ تھانہ بھون کا حوالہ موجود ہے۔

شامل نہیں جو مولانا نے مولوی عبدالرزاق کو ارسال کی تھیں معلوم نہیں وہ تصویریں کہیں محفوظ ہیں یا ضائع ہو گئیں؟
۱۰..... مختصر حالات زندگی حافظ منشی محمد.. مرحوم رئیس قصبہ تھانہ بھون۔ ملقب بہ تتمہ الناظر الحسن الی تاریخ تھانہ بھون۔ یہ ضمیمہ تاریخ تھانہ بھون سے الگ بھی ہے اور مختلف بھی۔ اس میں مولانا نے بعض اہل خاندان کے گفتنی و ناگفتنی حالات درج کئے ہیں۔ بڑی عجیب دلدوز اور عبرت انگیز کہانی ہے۔ اور اس کا انجام بھی ایسے عام واقعات سے کچھ مختلف نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس تحریر کو تصنیفات میں شمار کرنا کچھ موزوں نہیں۔ شاید اسی وجہ سے مولانا نے اس کو الناظر الحسن سے بالکل الگ رکھا ہے۔

فل سکیپ سائز کے چوراسی صفحات پر مشتمل یہ تحریر جنوری ۱۹۱۵ء۔ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں مرتب ہوئی۔ اور چند دن کے بعد فروری میں حضرت تھانوی کے ملاحظہ سے گزری۔ مولانا ناظر حسن نے لکھا ہے

"آج ۴ فروری ۱۹۱۵ء حضرت مولانا صاحب کے ملاحظۂ اقدس سے واپس آئے۔ حضرت نے اس ناچیز تحریر کو پسند فرمایا ہے"

۱۱۔ شجرۃ الانساب تھانہ بھون۔ الناظر الحسن میں تھانہ بھون کے مختلف خاندانوں کا تذکرہ ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھانہ بھون میں کون کونسا خاندان کس وقت سے آباد ہے اور اس کی کیا علمی معاشی دینی اہمیت رہی ہے۔ مذکورہ تعارف کے بعد ضروری تھا کہ مختلف خاندانوں کی ذیلی شاخوں اور ان کے باہمی تعلقات کی نوعیت بھی سامنے ہو۔ اس لئے مولانا ناظر حسن نے اہل تھانہ بھون کے مفصل شجرے مرتب کئے۔ زیر تعارف کتاب میں تھانہ بھون کے شیوخ۔ سادات کرام اور خصوصاً فاروقی خاندان کی ذیلی شاخوں کا مفصل تذکرہ ہے۔ اور بیرون تھانہ بھون کے کچھ ایسے خاندانوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن سے شیوخ تھانہ بھون کے شادی بیاہ کے تعلقات ہیں۔

شجرۃ الانساب اور الناظر الحسن سے بعض نئے اور عجیب انکشافات ہوتے ہیں جن میں راقم سطور کے لئے سب سے زیادہ اہم اور پُرمسرت اطلاع یہ ہے کہ قاضی نجابت علی خاں اور ان کے اہل خاندان۱؎ کاندھلہ کے رہنے والے قدیم باشندے ہیں۔ قاضی محمد منعم فاروقی تھانوی جو تھانہ بھون کے سرکاری قاضی تھے، لاولد رہے۔ انہوں نے اپنے بھانجے نجابت علی خاں کو اپنا وارث اور جانشین نامزد کیا۔ اس لئے قاضی نجابت علی کاندھلہ سے تھانہ بھون منتقل ہوئے۔ اور قاضی محمد منعم کی وفات کے بعد تھانہ بھون کے قاضی مقرر ہوئے اس وقت سے ۱۸۵۷ء تک تھانہ بھون کی قضیات قاضی نجابت علی کے خاندان میں رہی اور یہ خاندان فاروقی اور تھانوی سمجھا گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے +

۱؎ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں معرکہ جہاد شاملی کے سرخیل پیشوا قاضی عنایت علی اور قتیل بے گناہ قاضی عبدالرحیم اسی خانوادہ کے گل سرسبد تھے۔

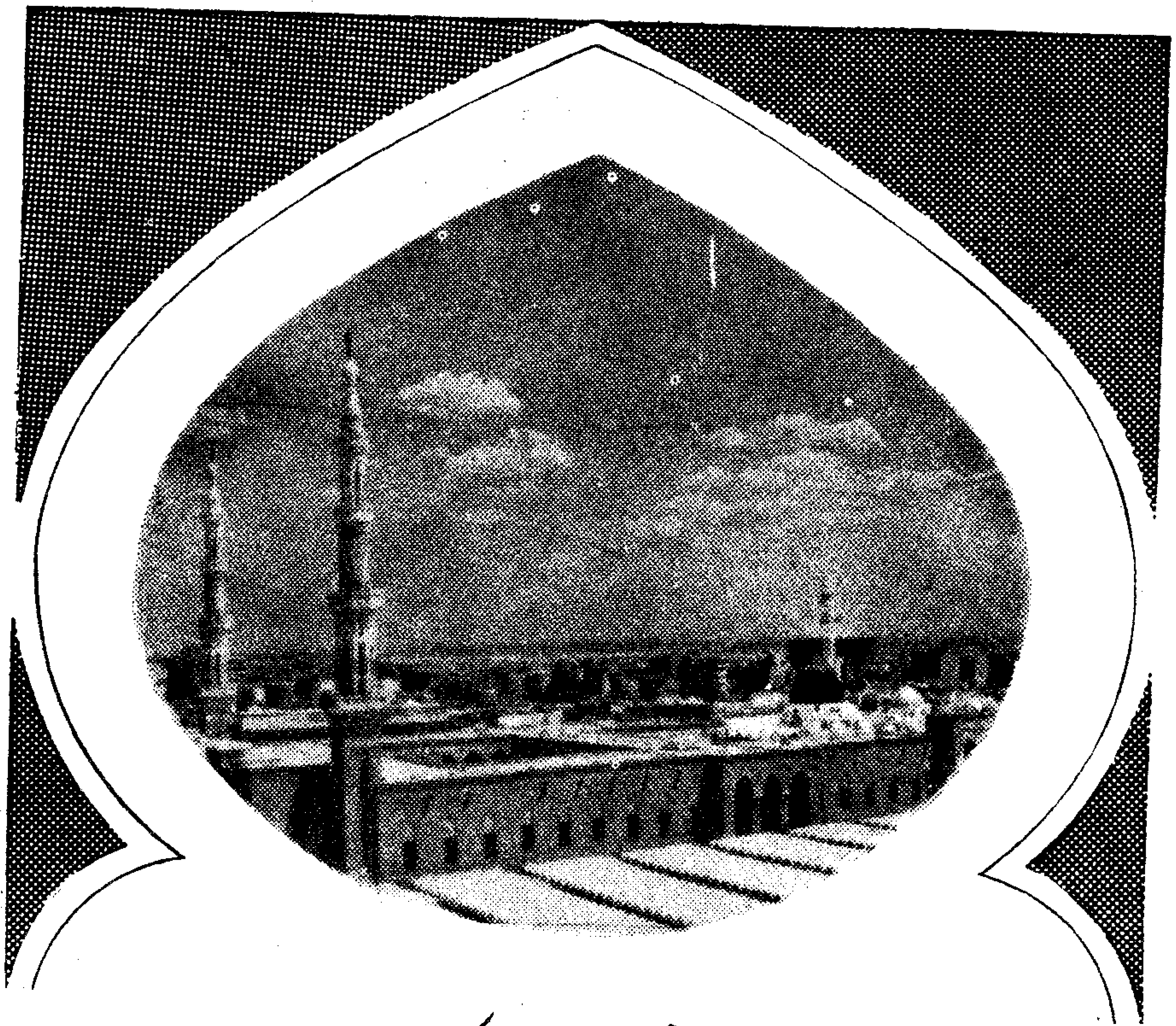

اُس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے بھی نہ پائے
آپ محنت کا صلہ دے دیجئے مزدور کو
کاش ہر آجر کے ہو پیشِ نظر قولِ رسولؐ
حرفِ آخر مان لے دنیا اسی دستور کو
ہو رسولؐ اللہ کا کردار اگر خضرِ حیات
خود ہی آدابِ حیات آجائیں گے جمہور کو

PAKISTAN TOBACCO
PTC
COMPANY LIMITED

TELEGRAMS: PAKTOBAC AKORA KHATTAK TELEPHONES: NOWSHERA 498 & 599

PAKISTAN TOBACCO COMPANY LIMITED

AKORA KHATTAK FACTORY P. O. NOWSHERA
(N. W. F. P.—PAKISTAN)